عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ

ماخوذ من "صور من حیاۃ التابعین" قسط نمبر ۲

قارئین کرام:۔ اس مضمون کے بارہ میں ایک وضاحت نوٹ فرمالیں۔
پچھلے شمارہ میں لکھا گیا تھا کہ صور من حیاۃ التابعین کتاب میں تقریباً سات تابعین کرام رحمہ اللہ کی سوانح حیاۃ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کے تین اجزاء ہیں۔ جن میں انتیس (۲۹) تابعین کی سوانح عمری موجود ہے۔ جبکہ پہلے جزو کے اندر سات تابعین کرام ہی کی سوانح حیاۃ ہے۔ اور اسی جزو کا ترجمہ بفضل اللہ تعالیٰ ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ کروا چکا ہے جس کو قسط وار ترجمان میں شائع کیا جارہا ہے۔

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ نے اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا "میں نے مکہ میں مناسک حج کے پانچ امور میں خطا کی تو ایک حجام نے میری رہنمائی کی۔ ہوا اس طرح کہ میں نے سر منڈوا کر احرام سے فارغ ہونے کا ارادہ کیا تو ایک حجام کے پاس آیا اور کہا:

"کتنی اجرت پر تو میرا سر مونڈے گا؟" تو اس نے کہا: "اللہ تجھے ہدایت کرے۔ عبادت کی ادائیگی میں شرط نہیں کی جاتی، بیٹھ اور جو تجھے میسر ہو عطا کر دے"۔ میں شرمندہ ہوا اور بیٹھ گیا۔ مگر میرا رخ قبلہ کی طرف نہیں تھا اس نے اشارہ کیا کہ قبلہ رخ ہو جا تو میں نے ایسا ہی کیا اور میری شرمندگی میں اور اضافہ ہوا۔ پھر میں نے مونڈنے کے لئے اس کی طرف سر کا بایاں حصہ کیا تو اس نے کہا:

"اپنی دائیں جانب میری طرف پھیریئے" تو میں نے دائیں جانب اس کی

طرف کردی۔ وہ میرا سر مونڈنے لگا اور میں خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور تعجب کر رہا تھا تو اس نے کہا: "کیا بات ہے میں تجھے خاموش دیکھ رہا ہوں؟" تکبیر کہیئے" میں نے تکبیر کہنی شروع کی اور جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو اس نے کہا: "کہاں کا ارادہ ہے؟"۔

میں نے کہا: "اپنے ٹھکانے کی طرف جانے کا ارادہ ہے"۔ تو اس نے کہا: "دو رکعتیں پڑھیے پھر جدھر جی چاہے چلے جائیے" میں نے دو رکعتیں ادا کیں اور اپنے جی میں کہا: صاحب علم ہوئے بغیر کسی حجام سے ایسی باتوں کا صادر ہونا ممکن نہیں ہے" لہذا میں نے اس سے کہا: "مناسک حج کی جو باتیں آپ نے مجھے بتائی ہیں وہ آپ نے کہاں سے حاصل کی ہیں؟" تو اس نے کہا: "اللہ تیرا بھلا کرے۔ میں نے عطاء بن ابی رباح کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے اختیار کر لیا اور اسی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔

عطاء بن ابی رباح پر دنیا پیش ہوئی۔ تو اس نے اس سے سختی کے ساتھ منہ موڑ لیا۔ اور اس کے حصول سے زبردست انکار کر دیا۔ پوری عمر ایسی قمیض میں گذار دی جس کی قیمت پانچ درہموں سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ خلفاء نے انہیں اپنی مصاحبت کے لئے بلایا تو انہوں نے ان کے دنیوی جاہ و جلال اور طمطراق کی وجہ سے اپنے دین میں نقص کے اندیشے کی بناء پر ان کی دعوت اور پیشکش کو قبول نہ کیا۔ تاہم جب وہ مسلمانوں اور اسلام کا کوئی فائدہ اور بھلائی محسوس کرتے تو خلفاء کے پاس جایا بھی کرتے تھے۔

اس بارے میں عثمان بن عطاء خراسانی نے بیان کیا ہے: "میں اور میرا باپ خلیفہ ہشام بن عبدالملک سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دمشق کے

قریب صبح کے وقت پہنچے تو اچانک ایک ایسے بوڑھے آدمی سے سامنا ہوا جو سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ ان پر موٹے اور کھردرے کپڑے کا قمیض تھا جس پر بوسیدہ جبہ تھا۔

ٹوپی سر کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔ رکابیں لکڑی کی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر میں ہنس پڑا اور اپنے باپ سے کہا: "یہ کون ہے؟" تو اس نے فرمایا: "خاموش ہو جا یہ حجاز کے فقہاء کے سردار عطاء بن ابی رباح ہیں"۔

جب وہ ہمارے قریب آئے تو میرے والد اپنے خچر سے اتر پڑے اور وہ بھی اپنے گدھے سے اتر آئے اور دونوں بغلگیر ہو گئے اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرنے لگے۔ پھر واپس ہو کر سوار ہوئے اور چل پڑے۔ یہاں تک کہ ہشام بن عبدالملک کے محل کے دروازے پر جا ٹھہرے۔ تھوڑی ہی دیر بیٹھنے کے بعد دونوں کو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ پھر میرے والد جب باہر نکلے تو میں نے ان سے کہا: "آپ دونوں سے جو معاملہ ہوا ہے وہ مجھے بتایئے"۔ انہوں نے فرمایا: "جب ہشام کو معلوم ہوا کہ عطاء بن ابی رباح دروازے پر ہیں تو اس نے جلدی سے انہیں اجازت دی۔ اللہ کی قسم میں تو انہی کے سبب اندر داخل ہوا تھا۔ پھر جب ہشام نے انہیں دیکھا تو کہا: "مرحبا مرحبا ادھر تشریف لایئے ادھر تشریف لایئے ان کلمات کو وہ دہراتا رہا یہاں تک کہ انہیں اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھا لیا۔ اور اپنے گھٹنے کو ان کے گھٹنے سے ملا دیا۔ مجلس میں اس وقت اونچے پائے کے لوگ تھے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ مگر ان کے جاتے ہی وہ خاموش ہو گئے"۔ پھر ہشام عطاء بن ابی رباح کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے ابو محمد آپ کی حاجت کیا ہے؟" تو انہوں نے فرمایا: "اے امیر المومنین! حرمین کے باشندے اللہ تعالیٰ کے

اہل اور اس کے رسول ﷺ کے پڑوسی ہیں ان پر ان کی روزیاں اور عطیہ جات تقسیم کیجئے"۔ تو اس نے کہا: "جی ہاں"۔ "اے لڑکے! اہل مکہ کے لئے ایک سال تک کا راشن اور عطیہ جات لکھ دے"۔

پھر خلیفہ نے کہا: "اے ابو محمد اس کے علاوہ بھی کوئی حاجت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: "جی ہاں" اے امیر المومنین! اہل نجد اور اہل حجاز اسلام کے قائد ہیں۔ ان پر ان کے فاضل صدقات واپس کر دیجئے۔ تو خلیفہ نے مثبت جواب دیا اور کہا: "اے غلام! یہ لکھ دے کہ ان کے صدقات انہیں واپس کر دیئے جائیں۔"۔ اے ابو محمد! اس کے علاوہ بھی کوئی حاجت ہے؟" عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: "جی ہاں اے امیر المومنین! سرحدی محافظین دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔ اور ہر اس شخص سے لڑتے ہیں جو مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ آپ انہیں رزق کی فراوانی سے نوازیں۔ اس لئے کہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔

تو خلیفہ نے کہا: "جی ہاں تسلیم ہے۔ اے غلام! ان تک ان کی روزیاں پہنچانے کا پروانہ لکھ دے"۔ اے ابو محمد! اس کے علاوہ اور بھی کوئی ضرورت ہے؟"۔ تو انہوں نے فرمایا: "جی ہاں اے امیر المومنین! آپ کی ذمہ داری میں آنے والے لوگوں کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جانی چاہیئے۔ اس لئے کہ آپ ان سے مناسب حد تک جو حاصل کرتے ہیں وہی دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کے لئے کافی ہے۔ اس پر خلیفہ نے غلام کو حکم دیا کہ ذمیوں کے لئے یہ فیصلہ لکھ دے کہ انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ اے ابو محمد! اس کے علاوہ بھی کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ اپنے نفس

کے معاملہ میں اللہ سے ڈریئے اے امیرالمومنین! جان لیجئے کہ آپ تنہا پیدا ہوئے ہیں۔ اور تنہا موت کا شکار ہوں گے۔ اور تنہا قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، تنہا کا محاسبہ ہو گا اور جن لوگوں کو آج آپ اپنے گرد دیکھ رہے ہیں ان میں سے آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہو گا۔ ہشام نے اپنا سر جھکا لیا اور روتے ہوئے زمین کو کریدنے لگا۔ عطاء بن ابی رباح اٹھے تو میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ جب ہم دروازے کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی ایک تھیلی لئے ان کے پیچھے چلا آرہا ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا تھا؟ اس آدمی نے عطا بن ابی رباح سے کہا: "امیرالمومنین نے یہ تھیلی آپ کے لئے بھیجی ہے۔ انہوں نے فرمایا "اس کا قبول کرنا بعید ہے"

وما اسئلكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العالمين۔
(الشعراء:۱۰۹)

"اور اس پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر رب العالمین ہی کے ذمہ ہے" اللہ کی قسم وہ خلیفہ کے پاس آئے اور اس کے پاس سے اس حال میں نکلے کہ پانی کا ایک قطرہ تک نہ پیا تھا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کو سو سال تک طویل عمر عطا کی گئی۔ انہوں نے اپنے پورے عرصہ حیات کو علم و عمل، نیکی اور تقوی سے معمور کر دیا تھا۔ نیز لوگوں کے مال و جاہ سے بے رغبتی اور اللہ کی نعمتوں کی طرف رغبت سے اپنی زندگی کو پاکیزہ کر دیا تھا۔ پھر جب انہیں موت آئی تو وہ دنیا کے بوجھ سے بالکل سبکدوش تھے۔ آخرت میں کام آنے والے اعمال کا کثیر توشہ رکھتے تھے۔ مزید برآں ستر حج کر چکے تھے۔ جن کے دوران وہ ستر مرتبہ عرفات میں وقوف کر چکے

تھے۔

اور اس حال میں وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت طلب کرتے رہے اور اس کے غضب اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے رہے۔

عطاء بن ابی رباح کی زندگی کے مذکورہ بالا مختصر حالات درج ذیل معتبر کتب سے حاصل کئے گئے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے انہی کا مطالعہ کیجئے:۔

۱۔ الطبقات الکبری لابن سعد: ۲/۳۸۶

۲۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: ۳/۳۱۰

۳۔ صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی: ۲/۲۱۱

۴۔ غرر الخصائص: ۱۱۷

۵۔ وفیات الاعیان لابن خلکان: ۳/۲۶۱

۶۔ طبقات الشیرازی: الورقہ: ۱۷

۷۔ نکت الھمیان: ۱۹۹

۸۔ میزان الاعتدال: ۲/۱۹۷

۹۔ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۹۲

۱۰۔ تہذیب التہذیب: ۷/۱۹۹

۱۱۔ نزھۃ الخواطر: ۱/۸۵